سوال

(271) عدالتی نکاح وہ بھی جبری طور پر

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری بچی جس کی عمر تقریباً ۱۸ سال ہے ۔ اس کو زمیندار نے اغوا کر لیا ہے جو کہ بڑا اثر رسوخ والا ہے اور اس نے عدالت میں جاکر میری بچی سے عدالتی نکاح کر لیا ہے جب کہ میں اس چیز کو بہت برا سمجھتا ہوں ۔ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں کیوں کہ میں بچی کا کسی اور جگہ نکاح کرنا چاہتا ہوں ۔

(سائل چک نمبر ۱۰ بولہ گڑھی ڈاکخانہ حسین خان والا تحصیل چونیاں ضلع قصور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید میں ہے (قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ) ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے ان پر ان کی ازواج کے بارے میں کیا فرض کیا ہے ؟ (سورۃ الاحزاب ۳۳ آیت نمبر ۵۰)

اور اس سے پہلے یہ الفاظ ہیں کہ اگر مؤمنہ مومن عورت اپنا نفس نبی علیہ السلام پر ہبہ کرے تو یہ آپ کے لئے خاص حکم اور اجازت ہے دوسرے مومنین کو یہ اجازت نہ ہے ۔ اس سیاق کی بناء پر اس آیت کی تفسیر میں ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل علم کا کہنا ہے کہ زوجیت کے لئے ولی کا ہونا فرض ہے

(ملاحظہ ہو : تفسیر فتح القدیر آیت متعلقہ : ج ۲ ص ۲۹۰)

ا : حدیث شریف میں ہے لانکاح الا بولی "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا" یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے وارد ہے جو کہ مسند احمد، ابو داؤد، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے اور آخری دونوں محدثین اسے صحیح بھی کہتے ہیں ۔

ب : دوسری حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے جو کہ مسند احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی مع التحسین، ابن حبان، حاکم اور ابو عوانہ سے ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے ۔ اس کا نکاح باطل ہے ۔ اگر دخول کر لے تو اسے حق مہر اس وجہ سے دینا ہوگا کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو استعمال کیا ہے ۔ اگر جھگڑا ہو جائے تو سلطان اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں ۔

(اس حدیث کو محدث زماں شیخ البانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی صحیح احادیث میں شمار کیا ہے

امام حاکم کا کہنا ہے کہ اس مسئلہ میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ ، ام سلمہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے روایات و اقوال ملتے ہیں جن کی تعداد مجموعی تیس ہے ۔

(ملاحظہ ہو (الروضۃ الندیۃ : ج ۲ ص ۱۱)

ان احادیث صحیحہ واقوال مرویہ اور تفسیر آیت صریحہ کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں حق اول ولی کا ہے اور ولایت میں باپ کو سب سے اولین حیثیت حاصل ہے ۔

مصنف عبدالرزاق و مصنف ابن شیبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ ملتا ہے کہ کوئی لڑکی اپنے ولی سے اختلاف کر کے عدالت میں چلی گئی تو انہوں نے قاضی کو تاکید کی کہ باپ سے کہو کہ جہاں لڑکی چاہتی ہے وہاں نکاح کیا جائے اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ اس کا حق ولایت ختم کر کے قاضی خود نکاح کرا دے یا اجازت دے دے ۔

(ملاحظہ ہو ابن ابی شیبہ : ج ۲، ۴ص ۱۷۱) معلوم ہوا کہ عدالت بھی باپ کے حق کو اولین اہمیت دے گی اگر ثابت ہو جائے کہ باپ کی زیادتی تھی تو پھر عدالت اپنا اختیار استعمال کرے گی رسول اللہ ﷺ سے دو واقعات احادیث میں ملتے ہیں ۔ جن میں ایک بیوہ کا ہے جس کے باپ نے شوہر کے شہید ہو جانے کے بعد لڑکی کا نکاح اپنے خاندان میں کر دیا اور یتیم بچوں کے چچا کو رد کر دیا وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوگئی ۔ آپ نے باپ کو بلایا اور استفسار فرمایا ، اس نے جواب دیا کہ میں نے اس کے لئے بہتری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اس کو مجبور کیا تھا ؟ کہنے لگا ہاں ۔ فرمایا : تیرا نکاح ختم ہوا!

اسے کہا جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو ۔ یہ واقعہ مختلف کتابوں میں جمع کیا گیا ہے ۔ موطا امام مالک اور ابن ابی شیبہ میں ملاحظہ فرمائیں ۔ دوسرا واقعہ ایک کنواری لڑکی کا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے ولی کو بلایا اور لڑکی کو اختیار دے دیا تاہم لڑکی نے باپ کا فیصلی بحال رکھا ۔ (۱ : مصنف ابن ابی شیبہ ، ج ۳، ۲، ص ۱۳۸ ، ۱۳۷)

حسن بصری رحمہ اللہ کا فیصلہ :

جب ولی اور عورت کا اختلاف ہو تو سلطان دیکھے کہ اگر ولی تنگ کر رہا ہو تو نکاح کر دے ، ورنہ اس کا معاملہ ولی کے سپر کر دے ۔ (۲ : مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳، ۲ص ۱۴۱)

قاضی شریح کا فیصلہ : ایک عورت قاضی کے پاس اپنی ماں اور چچا کے ساتھ آئی ، ماں کسی جگہ نکاح پڑھانے پر زور دے رہی تھی لیکن چچا کسی دوسری جگہ ۔ قاضی صاحب نے لڑکی کو اجازت دے دی کہ اختیار کر تو اس نے ماں کی رائے کو ترجیح دی تو قاضی صاحب نے چچا سے کہا کیا تو اجازت دیتا ہے ؟ چچا نے انکار کر دیا قاضی صاحب نے کہا اس سے قبل کہ تیری اجازت ختم کر دی جائے کہنے لگا کہ نہیں بخدا نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو قاضی صاحب نے کہا کہ جا لڑکی چلی جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو ۔ (حوالہ مذکورہ) تو معلوم ہوا کہ قاضی کے فیصلہ کی حیثیت باپ کے غلط اقدام کی بنا پر ہوتی ہے ۔

صورت مسئولہ میں باپ کے متعلق اگر تحقیق ہو چکی تھی کہ وہ بلاوجہ لڑکی پر زور دے رہا ہے تو اس کا اختیار عدالت ختم کر سکتی ہے ، ورنہ اگر لڑکی بھی باپ کی رضا کے مطابق تھی مگر حالات کے پیش نظر اس نے سمجھوتہ کر لیا ہو توفی الواقعہ اس پر جبر ہوا ہے تو لڑکی کے باپ کا حق ولایت ختم نہیں ہو جاتا اور لڑکی پر بھی جبر نہیں ہو سکتا ۔

دوسرا نقطہ یہاں اجنبی مرد و عورت کا شرعی اجازت نکاح کے بغیر گھر سے اور معاشرہ کی نظروں سے اغوا کا ہے ۔ ہماری زبان میں اغوا اور غصب میں لوگ فرق نہیں کرتے ، اس لیے دونوں صورتوں میں مرد کو تعزیر ضروری ہے ۔ ہاں اگر قصہ غصب کا ہے تو لڑکی سزا سے بچ سکتی ہے ورنہ اسے بھی تعزیر لگے گی ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص690

محدث فتویٰ